اسلام کی ترویج واشاعت میں ازواج مطہرات کا کردار: ایک تحقیقی جائزہ

The Role of Maternal Spouses in the Propagation of Islam: An Exploratory Review

Asim Shehzad
Reasearch Scholar, Department of Islamic Studies, Faculty of Social Sciences & Homanities, Hamdard University Karachi:
asimshehzad787@gmail.com

Dr. Muhammad Shamim Akhter
Assistant Professor, Department of Islamic Studies, Faculty of Social Sciences & Humanities Hamdard University Karachi.
m.shamim@hamdard.edu.pk

Zafar Ahmed
Lecturer, Department of Business Administration Faculty of business Management and Social Sciences, SSUET Karachi / Reasearch Scholar, Department of Islamic Studies, Faculty of Social Sciences & Homanities, Hamdard University Karachi:
zahmed.edu@gmail.com

Abstract:
The wives of the Holy Prophet Muhammad (peace be upon him) played a pivotal role in spreading Islam. They not only supported him in his mission but also contributed to the wider Muslim community in various ways. Each wife brought unique qualities to the table that furthered the cause of Islam. For instance, ***Khadijah bint Khuwaylid****, the Prophet's first wife, provided crucial financial and emotional support during the early years of revelation. Her wealth enabled the Prophet to focus on his mission without distractions.* ***Aisha bint Abi Bakr****, the Prophet's youngest wife, was renowned for her vast knowledge and intellectual contributions, including the narration of numerous* ***hadiths*** *and participation in legal debates. She was a key figure in preserving Islamic knowledge.* ***Hafsa bint Umar*** *played an instrumental role in safeguarding the Quran, keeping a copy of the sacred text that helped preserve verses during periods of uncertainty. Other wives, such as* ***Sauda bint Zam'a****,* ***Ummi Salama****, and* ***Zaynab bint Khuzayma****, were noted for their compassion, wisdom, and charitable acts, which provided both moral and material support to the early Muslim community.* ***Ummi Habiba***

*strengthened inter-tribal unity, and **Juwayriya bint al-Harith** contributed to the release of Muslim prisoners of war. Collectively, the Prophet's wives were exemplars of **piety**, **wisdom**, and **morality**, offering invaluable guidance on leading virtuous lives. Their contributions extended beyond their personal support for the Prophet, helping shape the intellectual, social, and ethical framework of the early Muslim society. Together, they laid the foundation for the spread of Islam, offering the early Muslim community valuable direction in both spiritual and worldly matters.*

Keywords: *Wives of the Prophet, Islam, Hadiths, Khadijah, Aisha, Piety*

تعارف:

اللہ تعالی نے انبیاء کرام کو انسانوں کی ہدایت اور رہنمائی کے لئے مبعوث فرمایا۔ انبیاء کرام وہ مقدس ہستیاں ہیں جنکے توسط سے انسانوں نے اپنے رب کو پہچانا اور اسکے احکامات سے آگاہ ہوئے۔ انبیاء کرم کے بعد سب سے عظیم لوگ وہ کہلائے جنھوں نے ان انبیا کرام کی دعوت پر لبیک کیا اوران پر ایمان لائے اور انکے پیغام کو دل و جان سے تسلیم کیا ایسے عظیم لوگوں کو ان انبیا کرام کا صحابی کہا جاتا ہے۔

تمام انبیاء کرام میں سب افضل ہمارے پیارے نبی محمد مصطفی صلی اللہ علیہ والہ وسلم ہیں اور آپ کے بعد وہ لوگ افضل ہیں جنھوں آپکی دعوت پر لبیک کہا ان میں مرد بھی شامل ہیں اور خواتین بھی۔ خواتین میں سے وہ عظیم ہستیاں جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے ساتھ رشتہ ازدواج میں منسلک ہوئیں انھیں امہات المومنین کا لقب عطا کیا گیا اور دنیا کی تمام خواتین سے افضل قرار دیا گیا۔

کیونکہ ازواج مطہرات کو خود اللہ تعالی نے آداب زندگی سکھائے اور ارشاد فرمایا:

"وَقَرْنَ فِي بُيُوْ تِكُنَّ وَلَا تَبرجن تبرج الجَاهِلِيَّةِ الأولى وأقمن الصلوة و آبينَ الزَّلُوةَ وَ أَطِعْنَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ انَّمَا يُرِيدُ اللهُ لِيُذْهِبَ عَلَكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطهيرا[1]"

[1] الاحزاب: 33

ترجمہ: اور اپنے گھروں میں ٹھہری رہو اور بے پردہ نہ رہو جیسے پہلی جاہلیت کی بے پردگی اور نماز قائم رکھو اور زکوۃ دو اور اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانو۔ اے نبی کے گھر والو اللہ تو یہی چاہتا ہے کہ تم سے ہر ناپاکی دور فرمادے اور تمہیں پاک کر کے خوب صاف ستھرا کر دے۔

اس آیت مبارکہ سے معلوم ہوا کہ رب تعالی نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی ازواج مطہرات کو اسلامی زندگی گزارنے کے متعلق تعلیم دی اور انھیں بتلایا کہ تم عام خواتین کی طرح نہیں ہو بلکہ اللہ کی بارگاہ میں تمھارا خاص مقام ہے کیونکہ تم میرے نبی کی کی ازواج ہو۔ جیسا کہ

سورہ احزاب آیت نمبر (۳۲) میں ارشاد فرمایا:

"يُنِسَاءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَأَحَدٍ مِنَ النِّسَاءِ إِنِ اتَّقَيْتُنَّ فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَيَطْمَعَ الَّذِي فِي قَلْبِهِ مَرَضٌ وَقُلْنَ قَوْلًا مَعْرُوفًا [2]"

ترجمہ: اے نبی کی بیویو! تم اور عورتوں جیسی نہیں ہو۔ اگر تم اللہ سے ڈرتی ہو تو بات کرنے میں ایسی نرمی نہ کرو کہ دل کا مریض آدمی کچھ لالچ کرے اور تم اچھی بات کہو۔

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالی عنہما اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں اس سے مراد یہ ہے کہ اے میرے حبیب صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی ازواج مطہرات) میری بارگاہ میں تمہاری قدر و دوسری نیک خواتین کی قدر جیسی نہیں ہے بلکہ تم میری بارگاہ میں زیادہ عزت والی ہو اور میرے نزدیک تمہارا ثواب زیادہ ہے۔ [3]

نبی اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی ازواج نے دنیا سے کنارہ کشی کرتے ہوئے اپنی پوری زندگی اسلام کی اشاعت اور ترویج میں گزاری انھوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی نجی زندگی کو نہایت قریب سے دیکھا اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے بے شمار احادیث روایت کیں آج اگر ہم نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی گھریلو زندگی اور آپ کے اپنی ازواج اور اولاد کے ساتھ حسن سلوک کے متعلق جان پائے ہیں تو وہ ازواج مطہرات کی ہی بدولت ممکن ہو پایا۔ یہ کہنا بجا ہو گا کہ دین کا بہت سا حصہ ہمیں ازواج مطہرات کے توسط سے ملا اور انھیں کی بدولت ہم دین اسلام کی بہت سی اہم باتوں سے آگاہ ہو پائے۔

---

[2] الاحزاب: 32

[3] خازن الاحزاب، تحت الآية 32/ 3 / 498

ازواج مطہرات قرآنی آیات کی روشنی میں:

قرآن مجید میں اللہ تعالی نے مختلف مقامات پر ازواج مطہرات کی شان کو بیان فرمایا ساتھ ہی آداب زندگی اور اسلامی تعلیمات سکھائی جیسا کہ ان آیات سے واضح ہے۔

يأَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّأَزْوَاجِكَ وَبَنٰتِكَ وَنِسَاءِ الْمُؤْمِنِينَ يُدْنِينَ عَلَيْهِنَّ مِن جَلَابِيْبِهِنَّ ذَلِكَ أَدْنَى أَنْ يُعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ وَكَانَ اللهُ غَفُورًا رَّحِيمًا [4]-

ترجمہ: اے نبی اپنی بیبیوں اور صاحبزادیوں اور مسلمانوں کی عورتوں سے فرمادو کہ اپنی چادروں کا ایک حصہ اپنے منہ پر ڈالے رہیں یہ اس سے نزدیک تر ہے کہ ان کی پہچان ہو تو ستائی نہ جائیں اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

اللہ تعالی نے ازواج رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی شان بیان کرتے ہوئے سورہ احزاب میں فرمایا::

يَا نِسَاءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَأَحَدٍ مِّنَ النِّسَاءِ إِنِ اتْقَيْتُنَّ فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَيَطْمَعَ الَّذِي فِي قَلْبِهِ مَرَضٌ وَقُلْنَ قَوْلًا معْرُوفًا وَقَرْنَ فِي بُيُوتِكُنَّ وَلَا تَبَرُّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الأولى وَاقِمَنَ الصَّلَاةَ وَاتِينَ الزَّكَاةَ وَأَطِعْنَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذ هِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطهِرَكُمْ تَطْهِيرًا
وَاذْكُرْنَ مَا يُتْلَى فِي بُيُوتِكُنَّ مِنْ آيَاتِ اللَّهِ وَالْحِكْمَةِ إِنَّ اللَّهَ كَانَ لَطِيفًا خَبِيرًا[5]

ترجمہ: اے نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی بیبیو! اتم معمولی عورتوں کی طرح نہیں ہو اگر تم تقوی اختیار کرو۔ تو تم (نا محرم مرد سے) بولنے میں (جبکہ ضرورت کے تحت بولنا پڑے)نزاکت مت کرو (اس سے) ایسے شخص کو (طبعاً)خیال (فاسد پیدا)ہونے لگتا ہے جس کے قلب میں خرابی ہے۔ اور قاعدہ (عفت) کے موافق بات کہو اور تم اپنے گھروں میں قرار سے رہو اور قدیم زمانہ جاہلیت کے دستور کے موافق مت پھرو۔ اور تم نمازوں کی پابندی رکھو اور زکوۃ دیا کرو اور اللہ کا اور اسکے رسول کا کہنامانو، اللہ کو یہ منظور ہے کہ اے نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے گھر والو! تم سے آلودگی کو دور رکھے اور تم کو زہر طرح ظاہر او باطن پاک وصاف رکھے اور ان آیات الہیہ اور اس علم (احکام) کو یادرکھو جس کا تمھارے گھروں میں چرچا رہتا ہے۔ بے شک اللہ راز دان ہے پورا خبر دار ہے۔

---

[4] احزاب: 59

[5] احزاب:32تا34

ان آیات کی تشریح میں تفسیر ابن کثیر میں حافظ عماد الدین ابن کثیر فرماتے ہیں کہ اللہ تعالی نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی ازواج مطہرات کو اور ان کی وساطت سے امت کی تمام خواتین کو آداب سکھا رہا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی ازواج مطہرات کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ اگر وہ اللہ تعالی کے حکم کے مطابق تقوی اختیار کریں تو دنیا کی کوئی عورت ان کا مقابلہ نہیں کر سکتی اور انہیں وہ فضیات اور مقام حاصل ہو گا جس کا کوئی صورت تصور بھی نہیں کر سکتی۔

قرآن پاک کی ان آیات سے ثابت ہوتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی ازواج مطہرات سب عورتوں سے افضل ہیں۔ اور جس عظیم منصب پر وہ سرفراز ہیں بے شک وہ بھی اعلی اور سرفراز ہے۔

ازواج مطہرات احادیث کی روشنی میں:

نبی اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے گھر میں آپ کی ازواج تھیں جنہیں اللہ تعالی نے آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے قرب خاص پانے کا شرف حاصل کیا آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم اپنی تمام ازواج سے حسن سلوک فرمایا کرتے اور سب کے حقوق احسن انداز میں ادا فرماتے۔

اس کے متعلق آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

خَيْرُكُمْ خَيْرُكُمْ لا هله وَأَنَا خَيْرُكُمْ لِأَهْلِي وَإِذَا مَاتَ صَاحِبكُمْ فَدَعُوهُ[6]

ترجمہ: تم میں سے بہتر وہ ہے جو اپنے گھر والوں کے لیے بہتر ہے، اور میں اپنے گھر والوں کے لیے تم سب سے بہتر ہوں، اور جب تمہارا کوئی ساتھی فوت ہو جائے تو اسے چھوڑ دو (اس کی برائیاں بیان نہ کرو)۔

اس سے معلوم ہوا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم اپنی ازواج سے بے حد پیار کیا کرتے اور ان کے ساتھ حسن سلوک فرمایا کرتے۔

آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے خواتین کے ساتھ حسن سلوک کے متعلق بار بار تلقین فرمائی اور فرمایا:

---

[6] أخرجه الطبراني في " المعجم الكبير 648/374/20

إن الله يوصيكم بالنساء خيرا، إن الله يوصيكم بالنساء خيرا فإنهن امهاتكم وبناتكم وخالاتكم إن الرجل من اهل الكتاب يتزوج المراة وما يعلق يداها الخيط فما يرغب واحد منهما عن صاحبه حتى يموتا هرما۔[7]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں میں کھڑے ہوئے، اللہ تعالی کی حمد و ثنا بیان کی، پھر فرمایا: اللہ تعالی تمہیں عورتوں سے حسن سلوک کرنے کی وصیت کرتا ہے، کیونکہ وہ تمہاری مائیں، بیٹیاں اور خالائیں ہیں۔ دیکھو کہ (اہل کتاب کا آدمی کم عمر اور فقیر عورت سے شادی کرتا ہے۔ پھر ان میں سے کوئی دوسرے سے بے رغبتی نہیں کرتا، حتی کہ وہ دونوں عمر رسیدہ ہو کر مر جاتے ہیں۔

صحیحین میں حضرت ابو ہریرہ ورضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے کہ بارگاہ رسالت میں جبرائیل علیہ السلام نے حاضر ہو کر عرض کیا: اے اللہ عزوجل کے رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم آپ کے پاس حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالی عنہا دستر خوان لارہی ہیں جس میں کھانا پانی ہے جب وہ لائیں ان سے ان کے رب کا سلام فرمانا۔[8]

آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی ازواج نے دین کی تعلیم نبی اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے حاصل کر کے لوگوں تک پہنچائیں اور یقینا ازواج مطہرات کی بدولت دین اسلام کی بہت ہی تعلیمات لوگوں تک پہنچیں جو قیامت تک آنے والے تمام مسلمانوں کیلئے مشعل راہ ہیں۔

حضرت ابو موسی رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں: ہم کو کسی حدیث کے بارے میں مشکل پیش آتی ہم حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا سے دریافت کرتے تو ان کے پاس اس کے متعلق علم پاتے۔[9]

ازواج نبوی کا اشاعت دین میں کردار:

اسلام نے علم کی غیر معمولی قضیات بیان کی ہے اور تحصیل علم پر بہت زور دیا ہے۔ اس نے مردوں اور عورتوں دونوں کیلئے اس کی تاکید بیان کی ہے۔ اسکی اس ترغیب و تشویق کا نتیجہ یہ ہوا کہ عرب کی قوم جس کی شان امتیازامیت تھی جو

---

[7] سنن الترمذی کتاب المناقب، 3895

[8] مسلم کتاب فضائل الصحابة باب فضائل خديجة ام المؤمنين رضى الله تعالى عنها الحديث 6273

[9] سنن الترمذي. كتاب المناقب، باب فضل عائشة الحديث 3883

علم وثقافت سے کوسوں دور تھی اور جس میں پڑھنا لکھنا جاننے والے افراد انگلیوں پر گنے جاتے تھے اس علم کا زبردست چرچا ہونے لگا مختلف علوم وفنون کی سرپرستی کی گئی اور بہت سے نئے علوم وفنون وجود میں آئے تعلیم کا زبردست فروغ ہوا۔ یہاں تک کہ غلام اور باندیاں بھی زیور سے آراستہ لگے۔

اسلام پر ایک بڑا اعتراض یہ کیا گیا ہے کہ اس نے عورتوں کو میدان علم سے دور رکھا ہے۔ وہ انہیں گھر کی چاردیواری میں محبوس رکھتا اور سماج میں سرگرم کردار ادا کرنے سے روکتا ہے۔ وہ مردوں اور وعورتوں کو اختلاط سے سختی سے منع کرتا ہے۔ جس کی بناء پر عورتیں علمی میدان میں مردوں سے استفادہ کرنے سے محروم اور انہیں علمی فیض پہچانے سے قاصر رہتی ہیں۔ مسلمانوں کے دور زوال میں ان کی عورتوں کی حالت زار خواہ اس اعتراض کو حق بہ جانب قرار دیتی ہو لیکن قرون اولی میں مسلم سماج میں عورتوں کو جو مقام حاصل تھا اس سے اس اعتراض کی کلی تردید ہوتی ہے۔ عہد نبوی میں مرد اور عورت دونوں تحصیل علم اور استغفار وافادہ کے میدان میں سرگرم نظر آتے ہیں۔ اس معاملے میں خاص طور سے امہات المئومین کا اہم کردار تھا۔ اس آرٹیکل میں دیکھایا گیا ہے کہ علم حاصل کرنے پھر اسے دوسرں تک پہچانے میں امہات المئومین نے کیا کوششیں کیں اور کیا کردار انجام دیا۔

تحصیل علم کا شوق:

صحابہ کرام رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین کی طرح صحابیات بھی تحصل علم کا بہت شوق رکھتی تھیں اس معاملے میں خاص طور پر ازواج مطہرات پیش پیش تھیں۔ اس کا انداز وحضرت عائشہ کے اس بیان سے باخوبی ہوتا ہے:

كانت تنزل علينا الآية في عهد رسول الله صلى الله عليه واله وسلم فنحفظ خلالها و حرامها و آمرها و زاجرها ولا نحفظها[10]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے عہد میں کوئی آیت نازل ہوئی تو ہم اس میں بتائے ہوئے حلال وحرام اور امر انہی کو حفظ کر لیتے گو اس کے الفاظ کو ازبر نہ کریں۔

تحصیل علم کی نبوی ترغیب:

---

[10] ابو داؤد ، كتاب الطب باب في الرقي 3887

علم کا حصول صرف زبانی طور پر کافی نہیں ہے، بلکہ کتابی علم یعنی پڑھنا لکھنا جاننا بھی ضروری ہے۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم امہات المومنین کو اس کی بھی ترغیب دیا کرتے تھے۔ حضرت شفاء بنت عبد اللہ مشہور صحابیہ ہیں بیان کرتی ہیں کہ میں حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم تشریف لائے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

الا تعلمین هذه رقية العملة كما علمتها الكتابة[11]

کیا تم ان کے مرض نملہ کی دعا نہیں سکھاؤ گی، جیسے تم نے انہیں لکھنا سکھا دیا ہے۔

رسول اللہ ﷺ سے براہ راست استفادہ:

صحابہ کرام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دینی مسائل معلوم کرنے کے بہت شائق رہتے تھے۔ انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جو رہنمائی حاصل کی اسے دوسروں تک پہنچایا۔ امہات المؤمنین آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے براور است رابطہ میں رہنے کی وجہ سے بھرپور استفادہ کرتی تھیں۔ جب ان کے ذہن میں کوئی اشکال پیدا ہوتا فوراً آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے اس کی وضاحت کروالیتی تھیں۔

ایک روایت میں ہے کہ حضرت ام سلمہ نے ایک مرتبہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے دریافت کیا: اگر عورت خواب میں جنسی لذت محسوس کرے تو کیا اس پر غسل واجب ہو جاتا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہاں، بشرطیکہ اس کو احتلام ہو۔ اس پر ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا کیا عورت کو بھی احتلام ہوتا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: " نعم فبما يشبهها ولدها "۔[12]

ہاں پھر کیسے بچہ اس سے مشابہ ہوتا ہے؟"

---

[11] العقد الفريد ابن عبد ربه طبع قاهره 1968 اى: 2392

[12])بخاری، کتاب العلم، 130

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے استفادہ کے معاملے میں ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سب سے آگے تھیں۔ ان کے ذہن میں جو بھی اشکال پیدا ہوتا وہ فوراً آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے اس کا اظہار کرتیں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کی وضاحت فرمادیتے۔ کتب احادیث سے چند مثالیں مذکور ہیں:

ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: من حوسب عذب (روز قیامت جس کا حساب لیا گیا وہ گرفتار ہو گا)۔ اس پر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! قرآن میں تو کہا گیا ہے کہ: " **فسوف يحاسب حساباً يسيراً** " اس سے آسان حساب لیا جائے گا۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

انما ذلك العرض ولكن من نوقش الحساب يهلك [13]

اس سے مراد اعمال کی پیشی ہے، جس کے اعمال میں جرح شروع ہو گی وہ ہلاک ہو گیا۔

ایک مرتبہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنھا نے قرآن کی ایک آیت مبارکہ پڑھی:

يوم تبدل الأرض غير الأرض والسموات وبرزوا لله الواحد القهار[14]

ڈراؤ انہیں اس دن سے جب کہ زمین اور آسمان بدل کر کچھ سے کچھ کر دیے جائے گے اور سب کے سب اللہ واحد قہار کے سامنے بے نقاب حاضر ہو جائیں گے۔

پھر دریافت کیا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! جب روز قیامت آسمان وزمین کچھ نہ ہوں گے تو لوگ کہاں ہوں گے؟ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا "پل صراط پر۔[15]

ایک مرتبہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے قرآن کی ایک آیت پڑھی: والذين يؤتون ما آتوا وقلوبهم وجلة انهم إلى ربهم راجعون. (المؤمنون:60) اور جن کا حال یہ ہے کہ دیتے ہیں جو کچھ بھی دیتے ہیں اور دل ان کے اس خیال سے کانپتے رہتے ہیں کہ ہمیں اپنے رب کی طرف پلٹنا ہے' پھر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے

---

[13] مسلم، كتاب الحيض: 313

[14] ابراهيم:48

[15] بخاری، كتاب العلم: 311

دریافت کیا کہ کیا اس سے مراد وہ چور بدکار اور شرابی ہے جو اللہ سے ڈرتا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا نہیں، اے عائشہ اس سے مراد و نماز پڑھنے والا، روز دور کھنے والا اور زکوۃ دینے والا ہے جو اللہ سے ڈرتا ہے۔[16]

اشاعت علم کی قرآنی ہدایت:

ازواج مطہرات کو تاکید کی گئی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے انہیں جو دینی علم ہے براہ راست حاصل ہوا ہے، اسے دوسروں تک پہنچانے میں کوتاہی نہ کریں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

واذكرن ما يتلى في بيوتكن من آيت الله والحكمة۔[17]

یادرکھو اللہ کی آیات اور حکمت کی ان باتوں کو جو تمہارے گھروں میں سنائی جاتی ہیں۔

اس آیت کی تشریح میں علامہ قرطبی نے لکھا ہے:

اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ ازواج مطہرات کو حکم دیا گیا ہے کہ اللہ تعالی کے اوامر و نواہی کو یاد رکھیں اور ان کے گھروں میں جو کچھ قرآن نازل ہوتا ہے اور جو کچھ وہ نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے اقوال سنتی ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو کرتے ہوئے دیکھتی ہیں۔ انہیں دوسروں تک پہنچائیں تاکہ وہ ان پر عمل کر سکیں اور ان کی اقتدا کر سکیں۔[18]

امت کی معلومات:

امہات المومنین کو امت کی معلومات کی حیثیت حاصل تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جس عظیم مقصد کو لے کر مبعوث ہوئے تھے اس کے لیے صرف مردوں کی تعلیم و تربیت کافی نہیں تھی، بلکہ عورتوں کی تعلیم و تربیت بھی اتنی ہی ضروری تھی، لیکن چونکہ اسلامی معاشرت میں مردوں اور عورتوں کا آزادانہ اختلاط ممنوع تھا۔ اس لیے عورتوں کی براہ راست تعلیم و تربیت کے لیے زیادہ وقت فارغ کرنا آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے لیے ممکن نہ تھا۔

---

[16] ترمذی، کتاب تفسیر القرآن،121

[17] الاحزاب: 34

[18] الجامع الاحکام القرآن، قرطبی تفسیر آیت مذکور

دوسرے بہت سے نسوانی مسائل ایسے ہیں جن کو علی الاعلان یا عورتوں کے سامنے کھول کر بیان کرنے میں حیا مانع ہوتی ہے اور اللہ کے رسول صلی علیہ علیہ والہ وسلم تو کنواری پردہ نشین عورت سے زیادہ حیاہ دار تھے۔[19]

اس بناء پر عورتوں کی تعلیم وتربیت کا اس سے بہتر اور کوئی طریقہ نہیں ہو سکتا تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مختلف خواتین سے نکاح کر کے ان کی براہ راست تعلیم وتربیت کریں اور انہیں دوسری خواتین کو دین سکھانے کے لیے تیار کریں۔ نسوانی مسائل کی بہت سی گتھیوں کو سلجھانے میں امہات المؤمنین کا غیر معمولی کردار ہے۔ انہوں نے وہ مسائل خود آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے دریافت کر کے دوسری صحابیات کو بتائے، یا صحابیات ان کی خدمت میں حاضر ہو کر دریافت کرتی تھیں تو وہ حضور علیہ السلام سے رجوع کر کے انہیں جواب دیتی تھیں۔

مخصوص مسائل سے ہٹ کر بھی بہت سی تعلیمات اور احکام کا علم امت کو امہات المؤمنین ہی کے واسطے سے ہوا ہے۔ وہ خلوت گاہ نبوت کی راز دار تھیں۔ انہیں بہت سی ان باتوں کی خبر تھی جو دوسروں کی نگاہوں سے پوشیدہ تھیں۔ دین کی بہت سی تعلیمات انہوں نے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے دریافت کر کے حاصل کیں اور آپ صلی اللہ علیہ ولہ وسلم بھی انہیں مستفید فرماتے رہتے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے ارشادات عالیہ کی معتد بہ تعداد ایسی ہے جو ہم تک صرف امہات المومنین کے ذریعے ہی پہنچی ہے۔

مولانا سید ابو الاعلیٰ مودودی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی کثرت ازواج کے مصالح پر تفصیل سے روشنی ڈالی ہے۔ انہوں نے اس کی ایک مصلحت امت کی تعلیم وتربیت قرار دی ہے۔ لکھا ہے:

حضور علیہ السلام کے سپرد جو کام کیا گیا تھا وہ یہ تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ایک ان پڑھ قوم کو، جو اسلامی نقطہ نظر سے بھی ناتراشیدہ تھی، ہر شعبۂ زندگی میں تعلیم وتربیت دے کر ایک اعلی درجہ کی مہذب وشائستہ اور پاکیزہ قوم بنائیں۔ اس غرض کے لیے صرف مردوں کو تعلیم دینا کافی نہ تھا، بلکہ عورتوں کی بھی تربیت اتنی ہی ضروری تھی مگر جو اصول تہذیب وتمدن سکھانے کے لیے آپ مامور کیے گئے تھے ان کی رو سے مردوں اور عورتوں کا آزادانہ اختلاط ممنوع تھا اور اس قاعدے کو توڑے بغیر آپ کے لیے عورتوں کو براہ راست خود تربیت دینا ممکن نہ تھا۔ اس بنا پر پر عورتوں میں کام کرنے کی صرف یہی ایک صورت آپ کے لیے ممکن تھی کہ مختلف عمروں اور ذہنی صلاحیتوں کی

---

[19] بخاری ، کتاب الادب 6102

متعدد خواتین سے آپ نکاح کریں، انکو براہ راست اس خود تعلیم وتربیت دے کر اپنی مدد کے لیے تیار کریں اور پھر ان سے شہری و بدوی اور جوان اور ادھیڑ اور بوڑھی ہر قسم کی عورتوں کو دین سکھانے اور اخلاق و تہذیب کے لیے اصول سمجھانے کا کام لیں۔

علم حدیث کی اشاعت:

تبلیغ دین اور اشاعت قرآن وسنت کی قرآنی ہدایات پر عمل کرتے ہوئے امہات المومنین نے علم حدیث کی اشاعت کا غیر معمولی کارنامہ انجام دیا۔ تاریخ تدوین حدیث کے ماہرین نے روایت حدیث کے اعتبار سے صحابہ کے پانچ طبقات قرار دیے ہیں: طبقہ اول میں وہ صحابہ کرام ہیں جنہوں نے ایک ہزار سے زائد احادیث روایت کی ہیں طبقہ دوم میں ان صحابہ کرام کا شمار ہوتا ہے جنہوں نے پانچ سو سے زائد احادیث روایت کی ہیں، طبقہ سوم میں وہ صحابہ کرام ہیں جنہوں نے سو سے زائد احادیث روایت کی ہیں طبقہ چہارم میں ان صحابہ کرام کو رکھا گیا ہے جن کی روایات چالیس سے زائد لیکن سو سے کم ہیں طبقہ پنجم میں وہ صحابہ کرام ہیں جن کی رویات چالیس سے کم ہیں۔ امہات المومنین میں سے حضرت عائشہ کا شمار طبقہ اول میں حضرت ام سلمہ کا شمار طبقہ سوم میں اور حضرت حفصہ حضرت ام حبیبہ، حضرت جویریہ اور حضرت میمونہ رضی اللہ عنھم کا شمار طبقہ چہارم میں کیا گیا ہے۔ مولانا سید جلال الدین عمری نے علم حدیث کی اشاعت کے میدان میں امہات المؤمنین کی خدمات کا جائزہ لیتے ہوئے لکھا ہے:

جن صحابہ کرام نے سب سے زیادہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی احادیث روایت کی ہیں ان میں حضرت عائشہ کا بھی شمار ہوتا ہے۔ یہ احادیث انہوں نے براہ راست رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہیں۔ بعض احادیث حضرت ابو بکر، حضرت عمر، حضرت فاطمہ، حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ، حضرت حمزہ بن عمر واسلمی رضی اللہ عنہ اور حضرت جذامہ بنت وہب رضی اللہ عنہ سے سن کر بھی روایت کی ہیں۔ ان کی مرویات کی کل تعداد دو ہزار دو سو دس (2210) ہے۔ ان میں سے ایک سو چوہتر (174) احادیث متفق علیہ ہیں۔ یعنی بخاری و مسلم

دونوں میں موجود ہیں۔ ان کے علاوہ چون (54) احادیث بخاری نے اور انہتر (69) امام مسلم نے الگ الگ روایت کی ہیں۔[20]

باقی احادیث حدیث کی دوسری کتابوں میں آئی ہیں۔ ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنھا نے بھی بہت سی احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے براہ راست اور بعض حدیثیں حضرت ابو سلمہ اور حضرت فاطمہ سے بالواسطہ روایت کی ہیں اور پینتیس (35) سے زیادہ صحابہ اور تابعین نے (جن میں مرد اور عورتیں دونوں شامل ہیں) ان سے احادیث نقل کی ہیں۔[21]

ان کی مرویات کی تعداد تین سو اٹھتر (378) ہے۔ ان میں سے تیرہ (13) روایات بخاری و مسلم دونوں میں ہیں۔ ان کے علاوہ تین بخاری اور تیرہ مسلم میں پائی جاتی ہیں۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا فقہ میں بھی خاص مقام تھا۔ امام ذہبی فرماتے ہیں کہ صحابہ میں جو فقہاء تھے ان میں ان کا شمار ہوتا تھا۔[22]

ام المؤمنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اپنے باپ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت حدیث کی ہے۔ ان سے حدیث کی روایت کرنے والوں میں ان کے بھائی حضرت عبد اللہ بن عمر ان کے لڑکے ہمزہ، انکی بیوی صفیہ، ام بشر الانصاریہ، مطلب بن وادعہ، حارث بن وہب وغیرہ بارہ سے زیادہ افراد شامل ہیں۔[23]

حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے ساٹھ (60) حدیثیں روایت کی ہیں۔ ان میں سے چار حادثیں بخاری و مسلم دونوں میں اور چھ حادیش مسلم میں آئی ہیں۔[24]

---

[20] سیر اعلام النبلاء:101

[21] تہذیب التہزیب، ابن حجر: 405

[22] سیر اعلام النبلاء: 1432

[23] تہذیب التہزیب: 361

[24] سیر اعلام النبلاء: 1642

ام المومنین ام حبیبہ بنت ابی سفیان نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے پینسٹھ (65) حدیثیں روایت کی ہیں۔ ان میں سے دو بخاری اور مسلم میں موجود ہیں اور ایک مسلم میں آئی۔ ان سے ان کی لڑکی حبیبہ، ان کے بھائی معاویہ ان کے بھتیجے عبد اللہ بن عتبہ، عروہ بن زبیر، صفیہ بنت شیبہ اور زینب بنت ابی سلمہ نے حدیث روایت کی ہے۔[25]

ام المومنین حضرت میمونہ بنت حارث رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے چھیالیس (46) حدیثیں روایت کی ہیں۔ ان سے روایت کرنے والوں میں حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ، عبد اللہ بن شداد عبد الرحمن بن سائب، یزید بن اصم (یہ سب ان کے بھانجے تھے) ان کے پروردہ عبد اللہ خولانی ان کی باندی ندبہ ان کے آزاد کردہ غلام عطاء بن ایثار اور سلیمان بن یسار اور عالیہ بنت سبیع وغیرہ ہیں۔[26]

علم حدیث کا تعلق دو چیزوں سے ہے، ایک روایت، دوسری درایت۔ امہات المومنین نے روایت کے ساتھ درایت کو بھی ملحوظ رکھا ہے۔ اس معاملے میں بھی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا مقام بہت بلند ہے۔ انہوں نے بہت سی روایتوں پر دریتا تنقید کی اور عقلی استدلال اور قرآنی آیات سے استشہاد کرتے ہوئے اپنے نقطہ نظر کی وضاحت کی۔ چند مثالیں پیش ہیں:

حضرت عائشہ کے سامنے یہ روایت پیش کی گئی کہ میت پر اس کے اہل وعیال کی رونے کی وجہ سے عذاب ہوتا ہے؟ تو انہوں نے درایتا اس کو قبول کرنے سے انکار کیا اور بطور دلیل قرآن کی یہ آیت پیش کی" لا تزر وازرة وزر اخری" کوئی بوجھ اٹھانے والا دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھاتا۔[27]

کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سفر معراج میں اللہ تعالی کو دیکھا تھا؟ اس معاملے میں صحابہ کرام مختلف الرائے تھے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنھا رؤیت کا سختی سے انکار کرتی تھیں اور دلیل کے طور پر یہ آیت پیش کرتی تھیں:

---

[25] تہذیب التہزیب : 369، سیر اعلام النبلاء: 1552

[26] الاصابة في تمييز الصحابة، ابن حجر: 322-324، تہذیب التہذ یب، 40212

[27] بخاری، کتاب الجنا ئز ، 1288 مسلم، 929

لا تدركه الابصار وهو يدرك الابصار وهو اللطيف الخبير[28]

نگاہیں اس کو نہیں پاسکتیں اور وہ نگاہوں کو پالیتا ہے۔ دونہایت باریک بیں اور باخبر ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ایسے استدراکات بڑی تعداد میں مروی ہیں۔ متعدد علماء نے ان کو اپنی کتابوں میں جمع کر دیا ہے۔

ازواج النبی ﷺ کا علمی مقام:

علم و فضل کے معاملے میں امہات المومنین صحابہ کرام کے درمیان اونچے مقام پر فائز تھیں۔ خاص طور پر حضرت عائشہ رضی اللہ عنھا اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنھا کا علمی مقام بہت بلند تھا سوانح نگاروں نے اس موضوع پر تفصیل سے روشنی ڈالی ہے۔ مولانا سید جلال الدین عمری نے اس المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں لکھا ہے "صحابیات میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا علمی مقام سب سے اونچا تھا۔ صحابہ کرام میں سے چند ہی کو یہ مقام حاصل رہا ہے۔ ان کے علم و فضل اور بصیرت کا اس دور کے اساطین علم نے اعتراف کیا ہے۔ ان کے شاگرد خاص اور بھانجے عروہ بن زبیر کہتے ہیں۔ میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی صحبت میں رہا۔ میں نے ان سے زیادہ آیات کا شان نزول، فرائض، سنت بہت شعر وادب عرب کی تاریخ اور قبائل کے انساب وغیرہ اور مقدمات کے فیصلوں حتی کہ طب کا جاننے والا کبھی کسی کو نہیں دیکھا فرماتے ہیں کہ خالہ جان! آپ نے طب کیے سیکھی فرمایا؟ جب بھی میں یا دوسرا شخص بیمار ہوتا تو اس کا علاج بتایا جاتا۔ اس طرح لوگ ایک دوسرے کو علاج بتاتے اور میں اسے یاد رکھتی۔[29]

امام فرماتے ہیں کہ اگر سب لوگوں کا علم جمع کیا جائے اور پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازواج مطہرات علم کا بھی اس میں اضافہ کیا جائے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا علم زیادہ وسیع ہو گا۔[30]

---

[28] الانعام: 103

[29] سیر اعلام البنلأ ئی ،ذہبی:1282 – 129

[30] متدرک حاکم ، حدیث 2332

عطابن ابی رباح کہتے ہیں: حضرت عائشہ رضی اللہ عنھالوگوں لوگوں میں سب سے بڑی فقیہ سب سے زیادہ علم رکھنے والی اور عوام میں سب سے اچھی رائے رکھنے والی تھیں۔ امام ذہبیؒ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت میں، بلکہ مطلقاسب ہی عورتوں میں ان سے زیادہ علم کسی عورت سے میں واقف نہیں ہوں۔[31]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنھا کا حساب دانی کا یہ حال تھا کہ اکابر صحابہ ان سے میراث کے مسائل دریافت کرتے تھے۔[32]

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے متعلق حافظ ابن حجرؒ نے لکھا ہے:

كانت ام سلمة موصوفة بالجمال البارع والعقل البالغ و الرأي الصائب

ام سلمہ رضی اللہ عنہ انتہائی حسن کے ساتھ پختہ عقل اور اصابت رائے سے بھی متصف تھیں۔[33]

امہات المومنین کا علمی فیض:

امہات المؤمنین کے ذریعے امت کو بڑے پیمانے پر علمی فیض پہنچا۔ اس کا آغاز عہد صحابہ ہی سے ہو گیا تھا علمی مسائل میں صحابہ کرام کے درمیان اختلاف ہوتا یا کوئی الجھن پیدا ہوتی تو وہ امہات المؤمنین کی طرف رجوع کرتے اور وہ اس سلسلے میں جو کچھ بیان کرتیں اس کے سامنے سر تسلیم خم کر دیتے۔ علامہ ابن قیم نے زاد المعاد میں لکھا ہے:

قد كانت الصحابة يختلفون في الشئ فتروى لهم امهات المؤمنين عن النبي صلى الله عليه وآله وسلم شيئا فيأخذون به ويرجعون اليه و يتركون ما عندهم له[34]

---

[31] سیر اعلام النبلائی ، ذہبی 1011

[32] مستدرک حاکم ، حدیث 2335

[33] الاصابة في تمييز الصحابة، ابن حجر :4068

[34] زاد المعاد ابن قیم 5345

صحابہ کے درمیان کسی معاملے میں اختلاف ہوتا اور امہات المؤمنین میں سے کوئی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس سلسلے میں کوئی حدیث بیان کر دیتی تو وہ اس کو فوراً قبول کر لیتے اور اپنے تمام اختلافات کو چھوڑ کر اس کی طرف رجوع کرتے۔

صحابہ اور تابعین امہات المومنین کے سامنے اپنے مسائل پیش کرتے اور وہ ان کا حل بیان فرماتی تھیں۔ ان کے جوابات اور فتاوی کو کتابوں میں محفوظ کر دیا گیا ہے۔ علامہ ابن قیمؒ اپنی ایک کتاب "اعلام الموقعین" میں لکھتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب میں جن لوگوں کے فتاوی محفوظ ہیں ان کی تعداد ایک سو تیس (130) سے کچھ زائد ہے۔ اس میں مرد بھی ہیں اور خواتین بھی۔ ان میں سے سات اشخاص ایسے ہیں جن کے فتاوی کی تعداد اتنی زیادہ ہے کہ ان میں سے ہر ایک کے فتوں کو اکٹھا کیا جائے تو ایک عظیم کتاب تیار ہو سکتی ہے۔ ان میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا شامل ہیں۔ دوسری صف کے مفتیان صحابہ میں وہ لوگ شامل میں جن میں سے ہر ایک کے فتوؤں کے ذریعے ایک رسالہ مرتب کیا جاسکتا ہے۔ ان میں حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بھی ہیں۔ تیسرا گروہ ان اصحاب پر مشتمل ہے جنہوں نے بہت کم فتوے دیے ہیں۔ ان میں حضرت حفصہ، حضرت ام حبیبہ حضرت صفیہ، حضرت جویریہ اور حضرت میمونہ رضی اللہ عنہم کا شمار ہوتا ہے۔[35]

امہات المؤمنین کے علمی فیض پر روشنی ڈالتے ہوئے مولانا سید جلال الدین عمری نے لکھا ہے:

مختلف عقدہ حیات کو لے کر ان کی طرف چھوٹوں نے بھی رجوع کیا اور بڑوں نے بھی مردوں نے بھی اور عورتوں نے بھی اصحاب قرب وجوار نے بھی اور دور دراز کے رہنے والوں نے بھی، اور ان خواتین امت کی دینی سوجھ بوجھ اور بصیرت ودانائی نے ان گرہوں کو کھولا اور راہ حق واضح کی۔[36]

اس معاملے میں بھی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا مقام بہت بلند تھا۔ مسائل دریافت کرنے کے لیے اکابر صحابہ کرام بھی ان کی طرف رجوع کرتے تھے حضرت ابو موسی اشعری بیان کرتے ہیں:

---

[35] اعلام الموقعين ، ابن قيم ، دار الكتب العلمية بيروت 1996ای :12-101

[36] عورت اسلامی معاشرہ میں، سید جلال الدین عمری، مرکزی مکتبہ اسلامی پبلشرز نئی دیلی، 2011ای، ص154

ما أشكل علينا اصحاب رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم حديث قط فسألنا عائشة الا وجدنا عندها منه علماً[37]

ہم اصحاب رسول کو جب کبھی کسی حدیث کے معاملے میں کوئی دشواری پیش آتی اور ہم اس کے سلسلے میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنھا سے دریافت کرتے تو ہمیں ان کے پاس ضرور اس کے متعلق علم حاصل ہوتا۔ حافظ ابن حجرؒ نے ان کے متعلق لکھا ہے:

وقد حفظت عنه شيئاً كثيراً، وعاشت بعده قريباً من خمسين سنة ، فأكثر الناس الأخذ عنها ونقلوا عنها من الاحكام والآداب شيئا كثيراً حتى قيل ان ربع الاحكام الشرعية منقول عنها.[38]

انہوں نے حضور علیہ السلام سے بہت سی باتیں رکھی وہ آپ کے بعد تقریبا پچاس سال زندہ رہیں، چنانچہ لوگوں نے ان سے بہت اخذ و استفادہ کیا اور بہت سے احکام و آداب ان سے نقل کیے؟ کہ شریعت کے ایک چوتھائی احکام ان سے منقول ہیں۔ حافظ ابن حجرؒ نے تہذیب التہذیب میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے استفادہ کرنے والے اٹھاسی افراد ہیں، جن میں صحابہ اور تابعین، مرد اور عورت آزاد اور غلام سب ہیں، ان کے نام گنانے کے بعد لکھا ہے، وخلق کثیر اویعنی ان کے علاوہ ایک بڑی تعداد نے ان سے روایت کی ہے۔[39]

لوگوں کے درمیان انہیں کتنی مرجعیت حاصل تھی، اس کا اندازہ ان کی شاگرد حضرت عائشہ بنت طلحہ رضی اللہ عنہا کے اس بیان سے لگایا جاسکتا ہے۔

كان الناس يأتونها من كل مصر[40]

ان کے پاس لوگ ہر شہر سے آیا کرتے تھے۔

---

[37] ترمذی ابواب المناقب، باب فضل عائشة 3883

[38] فتح الباری ، ابن حجر: 4797

[39] تہذیب التہزیب ابن حجر، ص:385

[40] الادب المفرد بخاری باب الكتابة إلى النساء وجوابهن ، ص 541

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے احادیث روایت کرنے والے بتیس (32) افراد کے نام ذکر کرنے کے بعد حافظ ابن حجرؒ نے لکھا ہے۔ ان کے علاوہ اور بھی لوگ ہیں جنہوں نے ان سے روایت حدیث کی ہے۔[41]

حضرت صفیہ اللہ عنھا سے فیض پہنچا۔ ایک تابعیہ حضرت صیرہ بنت جیفر رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: "ہم چند خواتین حجج سے فارغ ہونے کے بعد مدینہ گئیں تو حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضری دی۔ دیکھا کہ وہاں پہلے سے ہی کوفہ کی چند عورتیں بیٹھی ہوئی تھی۔ ہم نے ان سے مختلف مسائل اور حیض اور نبیز کے احکام دریافت کیئے۔[42]+

امہات المومنین نے قرآن وحدیث کی تعلیمات کو دوسروں تک پہنچانے پر ہی اکتفانہ کیا، بلکہ دین کا صحیح فہم بھی ان تک منتقل کیا۔ چنانچہ جو باتیں دوسرے صحابہ یا تابعین کی سمجھ میں نہیں آتی تھیں، وہ ان کی تشریح وتوضیح کرتی تھیں اور ان کے اشکال دور کرتی تھیں۔ اس سلسلے کی چند مثالیں سطور ذیل میں پیش خدمت ہیں:

سعی بین الصفا والمروۃ کے بارے میں اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

ان الصفا والمروة من شعائر الله فمن حج البيت أو اعتمر فلاجناح عليه ايطوف بهما [43]

یقیناصفا اور مروہ اللہ کی نشانیوں میں سے ہیں۔ لہذا جو شخص بیت اللہ کا حج یا عمرہ کرے اس کے لیے کوئی گناہ کی بات نہیں کہ وہ ان دونوں پہاڑیوں کے درمیان سعی کرلئے۔ اس کے بارے میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے بھانجے عروہ رضی اللہ عنہ نے ان سے سوال کیا خالہ جان! اس کا مطلب تو یہ ہوا کہ اگر کوئی شخص طواف نہ بھی کرے تو کوئی حرج نہیں؟ انہوں نے جواب دیا بھانجے! تم نے ٹھیک نہیں سمجھا۔ اگر مطلب وہ ہوتا جو تم سمجھے ہو تو یوں اللہ تعالی فرماتا" فلا جناح ان لا يطوف بهما "(اگر ان کا طواف نہ کرو تو حرج نہیں) اس کا شان نزول یہ ہے کہ اسلام سے پہلے اوس وخزرج مناۃ کی پوجا کرتے تھے، جو مشل نصب تھا اس لیے صفاہ اور مردہ کے طواف کو برا جانتے تھے۔

---

[41])تہذیب التہذیب، ابن حجر: 40512

[42] مسند احمد حديث صفيه ام المومنين الحديث: 26324

[43] البقرہ:158

وہ اسلام لائے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے دریافت کیا کہ ہم لوگ پہلے ایسا کرتے تھے اب کیا حکم ہے؟ اس پر اللہ تعالی نے یہ آیت نازل فرمائی اور بتایا کہ صفا اور مروہ کے درمیان طواف میں کوئی حرج نہیں۔[44]

سفر میں قصر نماز ادا کرنے کا حکم دیا گیا یعنی جن نمازوں میں چار رکعتیں ہیں ان کے بجائے صرف دو رکعتیں ادا کی جائیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مشکل کی خاطر دو رکعتیں ساقط کر دی گئیں لکین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اس کی وجہ یہ بتاتی ہیں:

فرضت الصلاة ركعتين ثم هاجر النبي صلى الله عليه وسلم ففرضت اربعاوتركت صلاة السفر على الأولى[45]

نماز میں ابتدا میں دو رکعت فرض کی گئیں تھی، پھر نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے (مدینہ) ہجرت کی تو بعض نمازیں چار رکعت کر دی گئیں، البتہ نماز قصر کو حالت پر ہی رہنے دیا گیا۔

رسول الله صلى الله عليه و له وسلم نے ایک زمانے میں حکم دیا تھا کہ قربانی کے گوشت کو تین دنوں سے زیادہ ذخیرہ نہ کیا جائے۔ یہ آپ کا دائمی حکم نہیں تھا بلکہ وقتی مصلحت تھی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اس پر یوں روشنی ڈالتی ہیں:

لا، ولكن لم يكن يضحى منهم الا قليل ، ففعل ذلك ليطعم من لم يضح[46]

یہ دائمی حکم نہیں تھا، اس زمانے میں کم لوگ قربانی کرتے تھے۔ اس لیے آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے حکم دیا کہ جن لوگوں نے قربانی کی ہے وہ قربانی نہ کر سکنے والوں کو گوشت کھلائیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی وفات کے بعد آپ کی تدفین آپ کے حجرے میں ہی ہوئی۔ اس کا اصل سبب حضرت عائشہ رضی اللہ عنھا ان الفاظ میں روشنی ڈالتی ہیں:

---

[44] بخاری ، كتاب الحج باب وجوب المروة 1643

[45] بخاری، كتاب مناقب الانصار باب التاريخ : 3935، مسلم 685

[46] مسند احمد :1026

قال رسول الله صلى الله عليه واله وسلم في مرضه الذي لم يقم منه : لعن الله اليهود والنصارى اتخذوا قبورالبيائهم مساجد لولا ذلك ابزر قبره غير انه خشى ان يتخذ مسجداً[47]
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے مرض وفات میں فرمایا اللہ یہود اور نصاری پر لعنت کرے، انہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو سجدہ گاہ بنالیا۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی قبر کو نمایاں کیا جاتا لیکن آپ کو اندیشہ ہوا کہ ایسا کرنے سے اسے سجدہ گاہ بنالیا جائے گا۔

خلاصہ:

خلاصہ کلام یہ ہے کہ امہات المؤمنین نے فروغ علم کے میدان میں جو زریں خدمات انجام دیں وہ انتہائی قابل قدر ہیں ۔ انہوں نے وہی علوم (قرآن وحدیث وفقہ) کو بھی براہ راست رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اخذ کیا، پھر انہیں پوری حفاظت کے ساتھ دوسروں تک پہنچایا۔ یہ ان کا اتنابڑا احسان ہے جس سے پوری امت تا قیامت براں نہیں ہوسکتی۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روشنی سے منور ازواج مطہرات سیرت وکردار کے اعتبار سے اعلی مقام پر فائز ہیں انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے کردار وجمال آراء سے اپناوجود روشن کیا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسوہ حسنہ کو اپنی زندگی کا شعار بنا کر اپنی زندگیاں اسی سانچے میں ڈھالیں جس میں ڈھلنے کا ان کو پیارے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم دیا تھا نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی بعثت مومنین پر اللہ تبارک وتعالی کا عظیم احسان ہے آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے کتاب وحکمت کی تعلیم دی۔ اور دین کے جملہ احکام کو واضح کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد آپ صلی اللہ علیہ رکھ وسلم کے جانثار صحابہ کرام صحابیات اور بطور خاص امہات المومنین نے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیمات سے امت کو روشناس کیا۔ اور وہ چیزیں بتائیں جو عام لوگوں سے مخفی تھیں اور ان معلومات کا کوئی دوسرا ذریعہ نہیں تھا۔ امہات المومنین کی اس اعتبار سے بڑی فضیات ہے کہ ان کا گھر محیط وحی الہی اور حکمت ربانی کا گہوارہ تھا یہ عورتوں کو تعلیم دیتیں تھیں۔ ان کے معروضات ومسائل کو خدمت نبوی میں پہنچاتی

---

[47] بخاری ، كتاب الجنائز، باب ماجاء في قبر النبي : 1390

تھیں پھر جواب سمجھاتی تھیں۔ اندرون خانہ ہونے والے افعال واقوال اور عبادات امت کو پہنچاتی تھیں اور علمی مشکلات میں رہنمائی کرتی تھیں۔